کا کلچر ایک ہو جائے تو انسانیت کی ناؤ پار لگ جائے گی۔ اگر پورے ملک کا کلچر ایک ہو جائے تو اس ملک کے رہنے والے شیر و شکر ہو جائیں۔ لیکن دوستو! کلچر کا ایک ہونا مفید نہیں۔ دل کا ایک ہونا مفید ہے۔ کہنے والے نے غلط نہیں کہا۔

یک دلی از یک بہتر است

بعض لوگوں نے کہا کہ لباس ایک ہوجائے لیکن جب کسی زبردست کو گریبان پکڑنے کی عادت پڑ جائے اور جیب کترنے کی لت لگ جائے تو کیا وہ لباس کا احترام کرے گا۔ دل کی تبدیلی سے ہی زندگی تبدیل ہو سکتی ہے۔

ذرا سوچئے! انسانیت کے مسائل اور مشکلات کا حل نہ لباس کی یکسانیت میں ہے نہ زبان اور تہذیب کے اشتراک، میں' نہ ملک و وطن کی وحدت سے نہ تنظیم و وسائل و ذرائع کی کثرت سے ان سب میں کوئی ایک بھی ایسی طاقت نہیں جو دنیا کو بدل دے۔ جب تک دل کی دنیا نہیں بدلتی باہر کی دنیا نہیں بدل سکتی۔

ساری خرابیوں کی جڑ یہ ہے کہ انسان پاپی ہو گیا ہے۔ اس کے اندر برائی کا جذبہ اور اس کا زبردست میلان پیدا ہو گیا ہے۔ جب اللہ کے رسولؐ لوگوں کو فاقہ کرتے دیکھتے ہیں۔ اس منظر سے ان کا دل جس قدر دکھتا ہے دنیا میں کسی کا نہیں دکھتا۔ ان کو کھانا پینا دشوار ہو جاتا ہے۔ مگر وہ حقیقت پسند ہوتے ہیں۔ وہ یہ نہیں کرتے کہ اسی کو مسئلہ بنا کر اس کے پیچھے پڑ جائیں۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ خرابی کا نتیجہ ہے خرابی کی جڑ نہیں ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر لوگوں کے پیٹ بھرنے کا سامان کر دیا جائے تو یہ ایک وقتی اور سطحی انتظام ہو گا۔ بلکہ وہ ایسا ماحول اور فضا قائم کرتے ہیں کہ لوگوں سے کسی دوسرے کی بھوک دیکھی نہیں جاتی بلکہ ہر کوئی اپنے گھر سے دوسرے کی بھوک کو رفع کرنے کی کوشش کرتا۔

اور جب دل بدل دیئے جائیں ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیا جائے تو ہر معاشرہ بہتر ہوتا ہے۔ لوگوں میں سکون گردش کرتا ہے پھر ہر کوئی دوسرے کی تکلیف جانتا ہے اور دوسرے کا اپنے سے زیادہ خیال رکھتا ہے۔ اس چیز کا مشاہدہ کرنا ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی سیرت کو دیکھ لو اور غور کرو کہ کیا انہوں نے صرف تنظیمیں بنانے پر

شراب سے علاج

جواز و عدم جواز کے دلائل اور ان کی تجزیہ ...

تحریر: محمد منیر قمر سیالکوٹی ○ ترجمان سپریم کورٹ الخبر سعودی عرب

قائلین جواز کے دلائل اور ان کا تجزیہ

شراب سے علاج کے حرام ہونے کے قائلین کے دلائل ذکر کئے جا چکے ہیں اور ان کے دلائل پر مبنی احادیث و آثار، اقوال آئمہ و فقہاء اور شارحین حدیث کی تصریحات کے پیش نظر جمہور اہل علم اور آئمہ مذکورین کا مسلک ہی صحیح تر معلوم ہوتا ہے۔ کہ شراب سے علاج حرام ہے۔

اس معاملہ میں دوسری رائے رکھنے والے بعض علماء جو شراب سے علاج کے جواز کے قائل ہیں بشرطیکہ کسی بیماری کا دوسرا کوئی علاج ہی ممکن نہ ہو سوائے شراب کے خود ان کی اپنی آراء بھی باہم متفق نہیں ہیں مثلاً

کسی کے نزدیک ایک اعتبار سے جائز ہے اور وہ بھی مشروط اور کسی کے نزدیک مطلقاً بلا شروط جائز ہے چنانچہ :

شافعیہ

شافعیہ کے نزدیک شراب سے علاج جائز ہے بشرطیکہ دوسری کسی چیز سے علاج ممکن ہی نہ رہے۔ اس شرط کو سامنے رکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے ان ارشادات کا بغور مطالعہ کا جائے جن میں آپؐ نے شراب کو بیماری قرار دیا ہے۔ اور جن میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفاء حرام اشیاء میں نہیں رکھی ہے۔ یا جن میں خبیث دوا سے علاج کرنے کو ممنوع کہا ہے۔ اور جن میں حرام چیز سے علاج کرنے کو ناجائز فرمایا ہے۔ تو پھر اس شرط کی ہی کیا حیثیت رہ جاتی ؟

اس بات کی تائید صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مروی ارشاد نبوی سے بھی ہوتی ہے جس میں آپؐ فرماتے ہیں:

ما انزل اللہ من داء الا انزل لہ شفاء

(بحوالہ جامع الاصول ج ۸ ص ۳۲۲)

کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نازل نہیں فرمائی جس کی دوا نازل نہ فرمائی ہو۔

ایک طرف صحیح بخاری شریف میں مذکور اس ارشاد گرامی کو رکھیں اور دوسری طرف صحیح مسلم ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ اور مسند احمد والا ارشاد گرامی رکھیں جس میں آپؐ نے فرمایا:

انہ لیس بدواء و لکنہ داء

(مسلم مع النووی ۱۳/۱۵۲۱۶ مع الاصول جلد۱ ص)

یہ شراب دوا نہیں بلکہ خود بیماری ہے۔

ان دونوں ارشادات کو مدنظر رکھنے کے بعد کسی بھی مسلمان کے لئے اس بات کا فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں رہ جاتی کہ بیماری ایسی ہے ہی نہیں جس کا شراب کے سوا علاج نہ ہو اور جو ڈاکٹر کسی مرض کے لئے شراب کو بطور دوا تجویز کرتا ہے وہ اپنے پیشے میں ناپختہ کار ہے۔ اور اس کے ایمان کی کمزوری ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے ارشاد میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں کیونکہ ایسے امور میں آپ اپنی مرضی سے کچھ فرمایا ہی نہیں کرتے تھے۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی اشارہ نہ ملتا۔ سورہ نجم کی ابتدائی آیات میں ہی اللہ تعالیٰ نے اس بات کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ

آپ اپنی خواہش و مرضی سے نہیں بولتے بلکہ آپؐ کے فرمان کی بنیاد وحی ہوتی ہے۔

امام خطابیؒ

امام خطابیؒ نے کہا ہے کہ شراب طبی طور پر ایک دوا ہے۔
(معالم السنن ص ۳۵۸ - ۳۵۹ ج ۵)

موصوف کی یہ بات صحیح نہیں کیونکہ جدید طبی تحقیقات ان کے اس قول کو غلط ثابت کر رہی ہیں جیسا کہ متعدد ڈاکٹروں کی تحقیقات کا نچوڑ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور کچھ بھی نہ ہوتا تو صرف ارشادات نبوی ہی کافی تھے شراب دوا نہیں بلکہ خود ایک بیماری ہے۔ اور طبی تحقیقات نے اس ارشاد کی تائید کر دی ہے۔

۲۔ دوسری شکل گلے میں لقمہ پھنس جانے والی ہے۔ تو اس کے بارے میں ہم فتح الباری شرح صحیح بخاری کے حوالہ سے حافظ ابن حجر عسقلانی کا قول ذکر کر چکے ہیں۔ کہ یہ حالت دراصل بیماری شمار نہیں ہو سکتی۔ نہ ہی لقمہ گلے سے نیچے اتارنے کو علاج محض قرار دیا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری ص ۸۰ ج ۱۰)

اور جب یہ حالت نہ بیماری ہے نہ علاج محض تو پھر اس پر عام جسمانی بیماریوں کو قیاس ہی کیسے کیا جا سکتا ہے؟

۳۔ اور تیسری شکل یا رائے میں شراب سے مطلقاً علاج جائز قرار دیا گیا ہے اور اس کے جو دلائل دیئے گئے ہیں ان کے بارے میں سب سے پہلی اور اہم ترین بات یہ ہے کہ کوئی نص صریح ان کی موید نہیں ہے۔ نہ قرآن سے نہ سنت سے بلکہ وہ قیاسی دلائل ہیں اور قرآن و سنت کی نصوص کے مقابلہ میں قیاس کی حیثیت کیا ہوتی ہے۔ اور اسے ایک عام مسلمان بھی سمجھ سکتا ہے۔

قائلین جواز کی پہلی دلیل اور اس کا تجزیہ

پہلی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردار کا گوشت' خون' خنزیر کا گوشت اور وہ چیز جس پر غیراللہ کا نام لیا گیا ہو یہ سب حرام کی ہیں مگر اضطرار و مجبوری میں ان میں سے کچھ کھا لینے والے کو گناہگار قرار نہیں دیا۔ لہٰذا اس پر

قیاس کرتے ہوئے شراب سے علاج جائز ہوا۔

جواب

پہلی بات

ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ حافظ ابن حجرؒ نے ابن التین کے حوالہ سے داؤدی کا قول نقل کیا ہے۔ جس میں وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث میں مذکور بات کہ اللہ تعالیٰ نے کسی حرام چیز میں تمہاری شفاء نہیں رکھی' بالکل برحق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردار وغیرہ کو حرام کیا تو اضطرار کی حالت کی گنجائش دے دی مگر شراب کو حرام کیا تو کسی شکل کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ (فتح الباری ص ۸۰ ج ۱۰)

دوسری بات

یہ کہ وہاں تو حالت یہ ہے کہ انسان کی زندگی موقوف ہی اس بات پر ہے کہ مردار کھائے ورنہ مرجائے گا۔ اور ایسے میں زندگی بچانا واجب ہے۔

مگر یہاں معاملہ ہی دوسرا ہے کہ علاج تو حلال اشیاء سے بھی واجب نہیں جیسا کہ درمختار کے حاشیہ و شرح رد المحتار میں ابن عابدین کے حوالہ سے ذکر کیا جا چکا ہے۔ اور جب مباح سے علاج بھی واجب نہیں تو حرام سے کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

تیسری بات

یہ کہ وہاں مردار وغیرہ کھانے سے مضطر کا زندہ بچ جانا ایک یقینی امر ہے جبکہ شراب سے علاج میں اس بات کی کوئی ضمانت ہرگز نہیں۔ کہ اس سے بیمار ضرور ہی شفایاب ہو جائیگا یقینی بھی مان لیا جائے تب بھی صرف شراب ہی سے علاج کا جواز پیدا نہیں ہوتا جبکہ دوسرے طریقے بھی موجود ہیں مثلاً دم' دعا'

صدقہ و خیرات اور طبی و مباح ادویات وغیرہ۔ ان کی موجودگی میں شراب کی طرف ہی کیوں لپکا جائے۔ اور صریح نصوص کی خلاف ورزی کا ارتکاب کیوں کیا جائے۔

حرام چیز سے علاج کی نسبت تو ترک علاج ہی اولی ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ میں سے کثیر حضرات ایسے بھی تھے جو علاج معالجہ کرایا ہی نہیں کرتے تھے بلکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے مرض کو ہی اختیار کر لیا تھا۔ اس کے باوجود دیگر صحابہ میں سے کسی نے ان پر نکیر نہیں کی۔ اگرچہ حلال و مباح ادویہ اور اشیا سے علاج معالجہ مباح و مشروع ہے لیکن واجب تو نہیں۔ (موقف الاسلام من الخمر ص۲۷۔۲۸ وانظر کلام الامام ابن العربی جی عارضہ الاحوذی وقد مرنقلا عن تحفہ الاحوذی ج ۶ ص ۲۰۲ وفتاوی ابن تیمیہ ج ۲۴ ص ۲۶۸۔۲۶۹)

ابن تیمیہ

مردار وغیرہ اشیاء سے اضطرار کی حالت میں کچھ کھا کر جان بچانے کے جواز پر قیاس کرتے ہوئے شراب سے علاج کو جائز قرار دینے والوں کی اس دلیل کو شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے متعدد وجوہات کی بناء پر ضعیف قرار دیا ہے۔

اسی سلسلہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے اپنے فتاوی میں اس کا جواب دیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ بعض وجوہ کی بناء پر ضعیف ہے۔

پہلی وجہ

یہ کہ اضطراری حالت میں حرام کردہ اشیاء میں سے کچھ کھا کر جان بچانا مقصود ہوتا ہے جو یقیناً حاصل ہو جاتا ہے۔ جبکہ شراب سے علاج میں شفاء یقینی امر نہیں ہے۔

دوسری وجہ

دوسری وجہ یہ کہ اضطراری حالت میں اس اضطرار کو زائل کرنے کا اس کے سوا کوئی طریقہ ہی نہیں ہو سکتا کہ محرمات میں سے کچھ کھا کر سانسیں جاری رکھنے کی چارہ جوئی کی جائے جبکہ حصول شفاء کے کئی طریقے ہیں جیسے دم جھاڑ اور مباح اشیاء سے علاج وغیرہ۔

تیسری وجہ

یہ کہ آئمہ کے ظاہر مذہب کی رو سے اضطراری حالت میں حرام اشیاء سے کچھ کھا کر سد رمق یعنی جان بچانا واجب ہے۔ اور بقول امام مسروقؒ

من اضطر الی المیتة فلم یاکل حتی مات دخل النار

جو شخص مردار کھانے پر مجبور ہو جائے اور نہ کھائے حتی کہ مر جائے تو وہ شخص جہنمی ہو جائے گا۔ جبکہ جمہور آئمہ کے نزدیک علاج معالجہ واجب ہی نہیں لہٰذا ایک واجب پر غیر واجب فعل کو قیاس کرنا جائز نہ ہوا۔

علاج یا ترک علاج میں افضل کیا ہے

علاج کرنے اور ترک علاج میں سے افضل کونسا امر ہے؟

اس سلسلہ میں بھی علماء دین کی آراء مختلف ہیں۔ جواز علاج کو مانتے ہوئے بعض علماء نے ترک علاج کو افضل قرار دیا ہے۔

پہلی دلیل

دلیل کے طور پر ایک تو وہ صحیح حدیث پیش کی ہے جس میں ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کرتی ہے کہ اے اللہ کے رسول مجھے مرگی کا مرض ہے میرے لئے دعا فرمائیں تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

و ان احببت ان تصبری و لک الجنة و ان احببت دعوت الله ان

یشفیک

اگر تم چاہو تو صبر کرو اور جنت پاؤ اور اگر تم چاہو تو ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ تمہیں شفاء دے دے۔

تو اس عورت نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ میں صبر کرتی ہوں البتہ مرگی کے دورہ میں بے پردہ ہو جاتی ہوں صرف اس کی دعا فرما دیں کہ میں بے پردہ نہ ہونے پاؤں تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے لئے دعا فرما دی۔

دوسری دلیل

اور علاج معالجے کی بجائے صبر کرنے اور ترک علاج کو ترجیح دینے کو افضل قرار دینے والوں کی دوسری دلیل یہ بھی ہے۔ کہ صحابہ کرامؓ میں سے ایک خلق کثیر علاج معالجہ نہیں کروایا کرتی تھی۔ بلکہ ان میں سے بعض نے مثلاً حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما نے علاج معالجہ کی بجائے مرض کو اختیار کیا اور صحابہ میں سے کسی نے ان پر نکیر نہیں کی۔

تیسری دلیل

حضرت ایوب علیہ السلام کا مرض پر صبر کرنا اور اسباب ظاہری کو استعمال نہ کرنا بھی ہے۔

چوتھی دلیل

سلف صالحین صحابہ میں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا واقعہ بھی ہے کہ جب وہ بیمار ہوئے اور لوگوں نے کہا کہ ہم کسی طبیب کو بلائیں تو انہوں نے فرمایا طبیب نے مجھے اس حالت میں دیکھا ہے۔ لوگوں نے پوچھا اس نے کیا کہا ہے؟ تو فرمایا اس نے کہا ہے انی فعال لما ارید میں جو چاہوں کر سکتا ہوں طبیب سے ان کی مراد اللہ تعالیٰ کی ذات تھی۔

ایسے ہی اہل کوفہ کے انتہائی پرہیز گار شخص حضرت ربیع بن خیثم' خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہما اللہ اور دیگر بے شمار لوگوں کی مثالیں موجود ہیں۔

غرض شیخ الاسلامؒ نے علاج معالجہ کے واجب نہ ہونے اور محرمات میں سے کچھ کھا کر جان بچانے کو واجب ہونے کی چھ دلیلیں دے کر قائلین جواز التداوی بالخمر کا رد کیا ہے۔ اور ان کی دلیل کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(للتفصیل مجموع الفتاوی ابن تیمیہ ج۲۱ ص۵۶۲ ۵۶۶ ج۲۴ ص۲۶۶ ۲۷۰)

اور کہا ہے کہ وہ طبیب یا ڈاکٹر جو یہ کہے کہ فلاں مرض صرف فلاں دواء سے ہی صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔

شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ: " ایسا کہنے والا شخص جاہل و ناداں ہے۔ اور ایسی بات کوئی صرف طب کو جاننے والا بھی نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ کوئی اللہ والا اور اس کے رسول ﷺ کو جاننے والا شخص ایسی بات کہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو شخص خبیث و حرام اشیاء سے شفایاب ہو جائے تو یہ بات اس چیز کی دلیل ہے کہ اس شخص کے دل میں مرض ہے۔ اور دل میں مرض ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کا ایمان کمزور ہے۔ کیونکہ امت مصطفیٰ ﷺ کے کامل مومنوں میں سے ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کی شفاء شراب میں نہ رکھتا۔" (مجموع الفتاوی ابن تیمیہ ج ۲۴ ص ۲۷۴ - ۲۷۵) اور شیخ الاسلام موصوف سے اس موضوع سے ملتا جلتا ایک سوال یہ بھی کیا گیا کہ ایک شخص بیمار ہے جسے ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ خنزیر یا کتے کے گوشت کے سوا تیرا کوئی علاج نہیں ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث

کہ نبی ﷺ ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور خبیث چیزوں کو

حرام قرار دیتے ہیں اور نبی اقدس ؐ کا ارشاد ہے:

ان اللہ لم یجعل شفاء امتی فیما حرم علیہا

کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کی شفاء کسی ایسی چیز میں نہیں رکھی جو کہ ان پر حرام کی گئی ہے۔ تو کیا اس کے باوجود وہ بیمار خنزیر یا کتے کے گوشت سے علاج کر سکتا ہے؟

اس کا جواب موصوف نے بالتفصیل دیا ہے اور اسے ممنوع قرار دیتے وقت کافی دلائل بھی ذکر کئے ہیں۔ جو کہ مجموع الفتاوی ابن تیمیہؒ جلد ۲۴ صفحہ ۲۷۱-۲۷۶ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

ایسے ہی ان سے خنزیر کی چربی سے علاج کے بارے میں فتوی پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر اس کی چربی کھانے سے علاج کیا جاتا ہو تو یہ جائز نہیں۔ ہاں اگر جسم کے کسی حصے کے اوپر چربی ملنے سے وہ علاج تعلق رکھتا ہو۔ جسے بعد میں دھو دیا جا سکتا ہو تو یہ نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں نجاست سے چھو جانے کے جواز پر مبنی ہے۔ اس میں نزع اگرچہ معروف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔ اور اس پر ہاتھ سے استنجا کرنے جیسے امور سے دلیل لی ہے۔ (مجموع الفتاوی ص ۲۷۰-۲۷۱ ج ۲۴)

قائلین جواز کی دوسری دلیل اور اس کا تجزیہ

دوسری دلیل

شراب سے علاج کے جواز کی رائے رکھنے والوں کی طرف سے دی جانے والی دوسری دلیل یہ ہے کہ صحاح و سنن میں ایک حدیث ہے جس میں مذکور ہے کہ "قبیلہ عکل اور عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ منورہ آئے اور آب و ہوا راس نہ آنے کی وجہ سے وہ بیمار ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ باہر صحرا میں جہاں ہمارے اونٹ چر رہے ہیں وہاں جاؤ اور ان کا پیشاب اور

دودھ پیو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور صحت مند ہو گئے تو مرتد ہو گئے۔ نبی اقدس ﷺ کی طرف سے مقرر کردہ اونٹوں کے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔" اس حدیث سے اونٹوں کے پیشاب پر قیاس کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ شراب سے علاج کرنا جائز ہے۔

جواب

جمہور کے نزدیک یہ قیاس صحیح نہیں ہے جب کہ اونٹوں کے پیشاب اور شراب میں کوئی مناسبت نہیں جس کی تفصیل ہم بعد میں ذکر کرتے ہیں لیکن پہلے امام بیہقیؒ کی طرف سے اس اونٹوں کے پیشاب والی حدیث اور نجس و ناپاک اور حرام و خبیث دواؤں سے علاج کی ممانعت والی احادیث میں جمع و تطبیق کی کوشش کا جائزہ لیتے ہیں۔

موصوف فرماتے ہیں "کہ خبیث و حرام اشیاء سے علاج کی ممانعت والی احادیث اگر صحیح ثابت ہو جائیں تو انہیں نشہ آور اشیاء سے علاج کی ممانعت اور بلا ضرورت حرام اشیاء سے علاج کی ممانعت پر محمول کیا جائے گا۔ تاکہ ان حدیثوں اور اونٹ کے پیشاب والی حدیث میں جمع و تطبیق پیدا کی جا سکے۔

(بحوالہ عون المعبود ص ۳۵۱ ـ ۳۵۲ ج ۱۰)

یہ امام بیہقیؒ کا قول بلکہ تسامح ہے کیونکہ خبیث و حرام اشیاء سے علاج کی ممانعت والی احادیث اور بطور دوا اونٹوں کے پیشاب والی حدیث میں کوئی تعارض و تضاد ہے ہی نہیں کہ اسے رفع کرنے کی کوشش کی جائے۔ بلکہ شراب وغیرہ اور اونٹوں کے پیشاب میں باہم کوئی مناسبت ہی نہیں۔

اب آیئے دیکھیں کہ ان میں باہم مناسبت کیوں نہیں؟ اس سوال کے اہل علم نے متعدد جوابات دیئے ہیں۔

امام خطابیؒ

اس سلسلہ میں امام خطابیؒ ابوداؤد کی شرح معالم میں لکھتے ہیں :

" اس کے قائل (یعنی امام بیہقیؒ) نے جن دو چیزوں کو جمع کر دیا ہے انہیں نبی اکرم ﷺ نے الگ الگ بیان کیا ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک شراب سے علاج کو ممنوع قرار دیا ہے اور دوسری یعنی اونٹوں کے پیشاب سے علاج کو مباح کیا ہے۔ اور جن دو چیزوں کو نص صریح الگ الگ قرار دے ان دونوں باتوں کو ایک حکم کے تحت جمع کرنا ناجائز ہے۔"

(معالم السنن ص ۳۵۸ ج ۵ طبع دار المعرفہ بیروت)

اور شراب چونکہ پی جاتی تھی بلکہ لوگ اس کے رسیا تھے ان سے یہ ترک کرانے کے لئے اس پر سزا کا حکم ہوا پھر اس کی حرمت کو سخت کرنے کے لئے اس سے علاج بھی ممنوع قرار دے دیا۔ تاکہ کوئی ضعیف الارادہ شخص معالجہ کے بہانے بھی اسے نہ پی سکے۔ جبکہ اونٹوں کے پیشاب میں یہ پہلو پایا ہی نہیں جاتا۔ بلکہ نفوس انسانیہ اسے پسند ہی نہیں کرتے لہٰذا اونٹوں کے پیشاب پر شراب کو قیاس کرنا غیر صحیح و غیر مستقیم ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ

مذکورہ دونوں چیزوں میں باہم مناسبت نہ ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ اونٹوں کے پیشاب' اسی طرح حلال جانوروں یعنی جن کا گوشت کھایا اور دودھ پیا جاتا ہے ان کے بول براز کے نجس و ناپاک ہونے کی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس کے برعکس اونٹوں کے پیشاب والی حدیث اور بعض دیگر احادیث کی رو سے اسے غیرنجس قرار دیا گیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں کہ "میں صحابہ کرامؓ میں سے کسی صحابی کے بارے میں نہیں جانتا کہ اس نے جانوروں کے بول وبراز کو نجس قرار دیا ہو۔ بلکہ وہ سب ان کے طاہر ہونے کے قائل تھے۔ سوائے حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہ ان سے ایک روایت میں اونٹنی کا پیشاب لگ جائے تو اسے دھونے کی رائے ملتی ہے۔ مگر وہاں انہوں نے بھی نجاست کی صراحت نہیں کی۔ بلکہ ممکن ہے کہ انہوں نے محض نظافت کے لئے دھونے کو بہتر سمجھا ہو۔ جیسا کہ تھوک اور رینٹ وغیرہ لگنے سے دھویا جاتا ہے۔"

اور دوسرے صحابی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا حلال جانوروں کے باندھنے کی جگہ پر نماز پڑھنا ثابت ہے جبکہ وہاں ان کا بول و براز بھی تھا اور پاس ہی خالی صحرا بھی موجود تھا۔ اس کی طرف اور اپنی نماز والی جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

ھھنا وھھنا سواء یہاں اور وہاں ایک ہی بات ہے۔

صحابہ کرام ؓ کی طرح ہی عام تابعین رحمھم اللہ بھی طاہر ہونے کے قائل تھے اور شیخ الاسلام نے ابوطالب سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: "سلف صالحین اسے نجس نہیں سمجھتے تھے اور نہ اس سے بچنے کی کوشش کرتے تھے۔"

اور امام ابن المنذر نے کہا ہے کہ اجماع و اختلاف نقل کرنے میں اکثر متاخرین علماء کا اسی پر اعتماد ہے۔

اور ایک جگہ شیخ الاسلام لکھتے ہیں کہ "صحیح احادیث و آثار کے مقابلہ میں یہ قیاس ' قیاس فاسد ہے۔ اور جن دو چیزوں کو سنت نے الگ الگ رکھا ہے انہیں ایک ہی حکم کے تحت جمع کر دینا تو ایسے ہی ہے جیسے کہ بعض لوگوں نے کہا تھا:

انما البیع مثلُ الربا و احل اللہ البیع و حرم الربا

تجارت کا لین دین بھی سود کی طرح ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

اور ایسے ہی سنت نے ایک چیز کو طاہر اور دوسری کو نجس قرار دیا ہے۔ تو پھر ایک کو دوسرے پر قیاس کیسے کیا جا سکتا ہے۔

(مجموع الفتاویٰ ص ۵۴۲۔ ۵۸۷ ج ۲۱)

اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علامہ ابن ارسلان نے شرح السنن میں جو کہا ہے کہ مذہب شافعی کے فقہاء کے صحیح قول کی رو سے صرف نشہ آور اشیاء کو چھوڑ کر ہر طرح کی نجاست سے علاج جائز ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اونٹوں کا پیشاب بطور علاج پینے کا حکم فرمایا تھا۔ اور جس حدیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے اسے بلا ضرورت علاج پر محمول کیا جائے گا۔ یعنی ان سے علاج اس وقت منع ہے جب کہ اس کے قائم مقام طاہر چیز موجود ہو۔ موصوف کا یہ نظریہ صحیح نہیں ہے بلکہ :

امام شوکانیؒ

علامہ ابن ارسلانؒ کی اس جمع و تطبیق یا توجیہہ و تاویل کو مجتہد مطلق امام شوکانیؒ نے عسف یعنی راہ صواب سے ہٹی ہوئی رائے قرار دیا ہے۔ اور آگے لکھتے ہیں کہ اول تو اونٹوں کے پیشاب کو حرام و نجس ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر بالفرض اسے حرام و نجس تسلیم کر بھی لیا جائے تو ایک عام حکم اور ایک خاص حکم کے ما بین جمع و تطبیق واجب ہے۔ کہ حرام اشیاء سے علاج کے حرام ہونے کا حکم عام ہے اور اونٹوں کے پیشاب سے علاج کی اجازت خاص ہے یا یوں کہہ لیں کہ حرام و نجس چیز سے علاج کرنا حرام ہے سوائے اونٹوں کے پیشاب کے۔ اور یہی اصولی قانون ہے (نیل الاوطار ج ۴۔۸ ص ۲۰۵ و کذالک فی عون المعبود ص ۳۵۲ ج ۱۰) کہ نجس و حرام اشیاء سے علاج کے حرام ہونے کے عام حکم سے صرف اونٹوں کے پیشاب سے علاج کے خاص حکم کو مستثنیٰ مانا جائے۔ نہ کہ ایک جائز چیز پر ناجائز کو قیاس کیا جائے۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ قرآن و سنت، آثار صحابہ و تابعین کثیر آئمہ و فقہاء اور